حضرت شاہ عبدالرحیم فاروقی دہلویؒ

مکتوبات

مولانا نسیم احمد فریدی امروہوی

حضرت شاہ عبدالرحیمؒ کے مکتوبات کا مختصر مجموعہ ہے جس کو حضرت شاہ اہل اللہؒ نے مرتب کیا ہے اور جو مطبع احمدی (متعلق مدرسہ عزیزی دہلوی) اور مطبع مجتبائی دہلی میں طبع ہو چکا ہے۔ ان مطبوعہ نسخوں میں کثرت سے اغلاطِ کتابت پائی جاتی ہیں۔ ایک قلمی نسخہ بھی اس مجموعے کا نظر سے گزرا اس کے مطالعہ سے اندازہ ہوا کہ مطبوعہ نسخے میں بہت گڑبڑ کر دی گئی ہے۔ کہیں ایک مکتوب کا کچھ حصہ دوسرے مکتوب میں شامل کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے دونوں مکتوب ناقابلِ فہم بن گئے، کہیں نفی کی جگہ اثبات اور اثبات کی جگہ نفی ہے جس سے مفہوم ہی بدل گیا ہے۔ بعض جگہ لفظ دوسرا لکھ دیا گیا ہے جس کی بنا پر مطلب خبط ہو گیا ہے۔ طولِ تحریر کا خوف ہے ورنہ میں ہر قسم کے اغلاط کے چند نمونے اس موقع پر پیش کرتا۔

مکتوبات کے شروع میں حضرت شاہ اہل اللہ کا دیباچہ ہے جس میں یہ بات ظاہر کی گئی ہے کہ "میں نے یہ مکتوبات، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ہی میں جمع کر لئے تھے ایک دن میرے ہاتھ میں یہ مجموعہ دیکھ کر حضرت والاؒ نے ارشاد فرمایا کہ اے اہل اللہ! تم ان خطوط کو ترتیب دے دو تاکہ ان سے پورا پورا فائدہ حاصل ہو۔ میں نے حکمِ عالی کی بجا آوری کی

اور اس مجموعۂ مکتوبات کا "انفاس رحیمیہ" نام رکھا ــ اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے اور اسی پر میرا بھروسہ ہے "

اس مجموعہ مکتوبات میں سب سے پہلے ایک تحریر ہے جو غالباً کسی کے نام مکتوب ہے شروع میں مکتوب الیہ کا نام درج نہیں ۔ یہ تحریر اچھا خاصہ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جس میں بہت سے اہم مضامین آ گئے ہیں ۔

اس کی ابتدار اس مشہور حدیث سے کی گئی ہے ۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس ۔

اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنی رحمت نازل نہیں فرماتا جو انسانوں پر رحم نہیں کرتا ۔

اس کے بعد دوسری حدیث لکھی ہے ۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراحمون یرحمھم الرحمٰن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء ۔

رحمٰن جل شانہٗ ان لوگوں پر رحمت فرماتا ہے جو اس کی مخلوق پر ترحم و شفقت کرتے ہیں تم زمین پر بسنے والے تمام انسانوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحمت کرے گا ۔

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں :۔

اس حدیث میں تمام انسانوں پر رحم کرنے کو فرمایا گیا ہے چاہے نیک ہوں یا بد ۔ بدوں پر رحم کرنا یہ ہے کہ ان کو بدی سے باز رکھا جائے ۔ یا یہ مطلب ہے کہ جو بھی قابل رحم ہو اس پر رحم کرو ۔ کوئی بھی ہو ۔

من فی السماء میں آسمان کی تخصیص اللہ تعالیٰ کے کمال وسعت اور علو و ارتفاع کی بنا پر ہے یا " من فی السماء " سے ملائکہ مراد ہیں کہ وہ رحم کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی درخواست کرتے ہیں ۔ یا یہ مراد ہے کہ ملائکہ ، رحم کرنے والوں کی شیاطینِ جن و انس سے حفاظت کرتے ہیں (یہ حفاظت کرنا گویا کہ رحم کرنا ہے) ۔

اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں ـــ اے طالبِ قربِ مولیٰ اور اے قاصدِ سعادتِ دنیا و عقبیٰ ، اللہ کے بندوں پر شفقت اور ترحم کرنا خاصۂ حضرتِ خداوندی ہے اور انبیاء

اولیاء کی صفاتِ کاملہ میں سے ایک صفت ہے۔ پس تو اس امر کی کوشش کر کہ سورج کی طرح ہر نیک و بد پر چمکے۔ مخلوق کی بداخلاقی کو برداشت کر اور ان سے رحمت و شفقت کو موقوف نہ کر۔

حدیث میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ لوگوں میں سب سے اچھا وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا اور اس کی ضرورت پوری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس بندے کی نصرت و حاجت روائی فرماتا ہے۔

اس کے بعد ان دو عورتوں کا ذکر کیا ہے جن کے متعلق حدیث میں مذکور ہے کہ ان میں ایک عورت نیک اور پارسا تھی ایک بلی کے ساتھ بےرحمانہ سلوک کرنے کی وجہ سے عذاب ہوا۔ اور دوسری عورت جو نیک چلن نہیں تھی ایک پیاسے کتے کو پانی پلانے کی وجہ سے اجریاب ہوئی اور بخشی گئی۔

پھر کچھ عبارت کے بعد فرماتے ہیں۔ "آخر اس دارِ فنا کو چھوڑنا ہے اور دارِ جزا و بقا میں پہنچنا ہے لہٰذا نفسانیت اور تکبر کو اپنے اندر سے نکال کر پھینک دے اور اعمال پر بھروسہ نہ کر فضل و کرمِ غفار پر نظر رکھ۔ جہاں تک ہو سکے لوگوں کے دلوں کو راحت پہنچا اور مخلوق سے ترحم و شفقت کا معاملہ کر۔ اور اپنے آپ کو بری صفات سے علٰحدہ رکھ۔ اے طالبِ مولیٰ غور کر کہ ایک حیوان کو راحت پہنچانے کی وجہ سے ایک جہنمی کو جنتی کر دیا گیا۔ اگر انسان کو راحت پہنچانے سے حضرتِ رحمٰن تجھ کو اپنا مقرب بنالیں تو کیا بعید ہے۔ اور ایک حیوان کو تکلیف پہنچانے سے ایک انسان دوزخ میں پہنچا تو اگر کسی بندہ کے دل کو جو کہ حرمِ انوارِ حق اور محلِ اسرارِ خدا ہے۔ کوئی شخص تکلیف پہنچائے اور اس کے نتیجے میں اسفلِ سافلین میں گر جائے تو کیا تعجب ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیکس بڑھیوں کا کام اپنے ہاتھ سے انجام دیتے تھے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے رحمت کے سو حصوں میں سے ایک حصہ تمام حیوانات اور مخلوقات کو تقسیم فرما دیا ہے جس کی بنا پر مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلاتی اور ان کی

پرورش کرتی ہیں اور سُم والا جانور اپنی ٹاپوں اور سُم سے اپنے بچے کو محفوظ رکھتا ہے اور اس کو ایذا سے بچاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے باقی ننانوے حصے اپنے پاس محفوظ رکھے ہیں"

معیت خداوندی پر ایک محققانہ بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ ۔ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۔

ان آیتوں کے پیش نظر معیت کو سمجھنا چاہیئے۔ آیت کے ظاہری معنی یہی ہیں کہ خداوند کریم تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو۔ اور وہ انسان کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ پس جاننا چاہیئے کہ ایک چیز کے دوسری چیز کے ساتھ ہونے کو معیت کہتے ہیں۔ یہ معیت یا تو مجازی مانی جائے گی یا حقیقی۔ علمائے ظاہر کا قول یہ ہے کہ یہ معیت مجازی ہے حقیقی نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ خداوند کریم تمام ذرات کے ساتھ ہے مگر از روئے علم نہ کہ از روئے ذات۔ یہی بات حضرات متکلمین فرماتے ہیں لیکن صوفیائے کرام ظاہری معنیٰ پر قناعت نہیں کرتے بلکہ حقیقت کو طلب کرتے ہیں ان کا قول ہے کہ معیتِ حق تعالیٰ تمام ذراتِ کائنات کے ساتھ حقیقی معنیٰ میں ہے یعنی حق تعالیٰ بذاتِ خود جمیع اشیائے کائنات کے ساتھ ہے۔

اس کی معیت وہ نہیں ہے جس کو متکلمین اور علماء ظاہر بیان فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی معیت نہ تو معیتِ عرض یا جسم کی طرح ہے۔ نہ معیت جسم یا جسم کی مانند ہے، نہ معیت عرض یا عرض کے طور پر ہے نہ معیت عرض یا جوہر کے طریق پر ہے۔ بلکہ وہ ایسی معیت ہے جو ان چاروں قسم کی معیتوں سے علیحدہ ہے۔ آیت مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى الآیۃ کو غور سے پڑھو اس میں اس حقیقت کو واضح فرمایا گیا ہے کہ نہیں ہوتے مشورہ کرنے والے تین شخص مگر کہ خدا ان میں چوتھا ہوتا ہے اور وہ ان کے اعمال و اقوالِ آشکارا و پنہاں کا جاننے والا ہے اور ان کے تمام صفات و خطرات اور کیفیات ظاہری و باطنی سے خبردار ہے اور پانچ آدمی راز کی بات آپس میں نہیں کرتے مگر چھٹا ان میں خدا ہوتا ہے۔ اسی طرح جتنے بھی اشخاص ہوں، کم ہوں یا زیادہ مگر خدا ان کے ساتھ ہے جہاں بھی ہوں ساتوں آسمانوں

میں ہوں یا ساتوں زمینوں میں ہوں - وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اس آیت کو بھی غور سے پڑھو اس سے بھی حقیقی قرب ومعیّت کا پتہ چل رہا ہے ؎

زیں معیّت دم مزن بنشیں خموش ایں معیّت درنیابد عقل وہوش

(اس معیّت پر زیادہ گفتگو نہ کر بس خاموش ہوجا۔ اس معیّت کو عقل و ہوش پوری طرح نہیں پا سکتے)۔

اے بھائی تمام موجودات کے ساتھ قرب ومعیّتِ حق کو سمجھانے کے لئے سب سے زیادہ قریب الفہم مثال۔ قرب روح باجساد کی ہے کہ روح، عالم امر سے ہے نہ بدن کی حقیقت میں داخل ہے نہ اس سے خارج ہے، نہ بدن سے متصل ہے نہ منفصل۔ وہ صفات جسم سے مبرّا اور ملابست کے نقص سے معرّا ہے اس کے باوجود وہ جمیع اجزائے بدن میں متصرّف ہے۔ اگر ہزار سال بھی یہ روح بدن سے تعلق رکھے اس کی طہارت وصرافت میں کوئی خلل ونقصان نہیں آئے گا۔ جس طرح یہ روح بدن کے تعلق سے پہلے تھی اسی طرح اب بھی رہے گی کوئی کثافت اس میں نہیں آئے گی اسی طرح قربِ حق کو مخلوق کے ساتھ سمجھو کہ عالم امکان کی پستی وذلت اس قرب ومعیت کی وجہ سے ذرہ برابر بھی واجب الوجود کی منزہ و مقدس ذات پر اثرانداز نہیں ہے۔ فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ۔ جب تم نے حقیقتِ معیّتِ روح، جسم کے ساتھ سمجھ لی تو مشہور قول مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ (جس نے اپنے کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا) کو بھی سمجھ لوگے۔

شیخ محمد پہلتی کو تحریر فرماتے ہیں۔

دوام شہود وحضوری کو اپنا نصب العین بنالو پھر کسی بھی (جائز) مشغلے میں مشغول رہو تو وہ عین وصال ہے اور بے شہود وحضوری صلوٰۃ و تلاوت میں بھی مشغول ہو تو وہ عین وبال ہے۔

سررشتۂ دولت اے برادر بکف آر این عمر گرامی بخسارت مگزار
دائم ہمہ جا باہمہ کس درہمہ کار میدار نہفتہ چشم دل جانب یار

(اے برادر دولت سرمدی کو ہاتھ میں لاؤ اور اس عمر گرامی کو خسارے کے ساتھ مت ضائع کرو۔

ہرجگہ ہرکسی سے ہرضروری کام میں مشغول رہ سکتے ہو مگرچشم دل کو ہمیشہ جانب یار ہی رکھنا۔
میاں محمد معظم (پہلتی) کو واضح رہے کہ غفلت اگرچہ ایک ہی ساعت ہو (طریقت میں) کفر ہے مسلمان بن کر زندگی گزارنا چاہیئے ۔ بے یادِ خدا جینا، موت کی مانند ہے بلکہ موت سے بھی بدتر ہے ۔ میاں دلدار بیگ کو کیا لکھوں وہ خود دانا اور فہیم ہیں وہ بھی احسن واہم کام میں مشغول رہیں ۔

تم نے (شیخ محمد پہلتیؒ نے) لکھا تھا کہ میں کوئی کتاب لکھوں ۔ مخدوما ! چونکہ فرصت کم ہے لکھنا میسر نہیں ہوتا ۔ پھر بھی جو کچھ تم دریافت کروگے اس کا جواب مفصل و مشرح لکھا جائے گا ، بے سوال کئے کچھ لکھا نہیں جاتا ۔ امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ (بطور تحدیث نعمت کہتا ہوں) علمائے وقت کا علم میرے علم کے برابر نہیں ہے مگر میرا علم صوفیائے کرام کے صرف ایک مقولے کے برابر نہیں ہے (اور وہ مقولہ یہ ہے) اَلْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ فَعَلَیْکَ الْوَقْت (وقت کاٹنے والی تلوار کی مانند ہے تمہارے اوپر وقت کی حفاظت لازم ہے)۔

ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں — برادر شیخ محمد و شیخ معظم اور دلدار بیگ کو اس درویش دلریش کی جانب سے بعد سلام مسنون واضح ہو کہ الوقتُ سَیفٌ قَاطِعٌ ۔ تم کو آگاہیٔ دوام کے حصول کی سعیٔ تمام کرنا چاہئیے ۔ عبادت میں سعادت ہے اور فراغت (بے فکری) میں شقاوت . . . آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ فکرمند اور غمگین رہتے تھے ۔ جو چیز تمہیں یادِ حق سے باز رکھے تم اس سے باز رہو ۔

چیست دنیا از خدا غافل شدن   نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

(دنیا کیا ہے ؟ خدا سے غافل ہونا —— یہ کپڑا، چاندی اور فرزند و زن دنیا نہیں ہیں)۔

شیخ محمد پہلتیؒ کو ایک مکتوب کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں۔

تتمۂ وصیت آنکہ یا دوست یا یادِ دوست وہرچہ جز اوست نہ نکوست نہ نکوست :۔

یعنی یا تو دوست ہو یا یادِ دوست ہو اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہو ٹھیک نہیں ٹھیک نہیں۔

ایک مکتوب میں شیخ محمد اور دلدار بیگ کو ارقام فرماتے ہیں :۔

درویش دلریش عبدالرحیم کی جانب سے برادرم شیخ محمد اور دلدار بیگ بعد از سلام مسنون مطالعہ کریں — اللہ اللہ کرو اور ماسویٰ سے مُنہ موڑو، دوامِ آگاہی میں سعی بلیغ ہو، زندگانی پر بھروسہ نہ کیا جائے۔ حدیث خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ (لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے) پر عمل کرتے ہوئے مخلوق کو خدا تک پہنچانا چاہیئے۔ آگاہ باش، آگاہ باش، آگاہ باش۔

زوجۂ شیخ محمدؒ اُمِّ عبیداللہ بہلتی یعنی اپنی خوشدامن کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

حامدًا ومُصَلِّیًا ومُسَلِّمًا۔ امابعد سالکۂ طریقت، طالبۂ حقیقت اُمِّ عبیداللہ۔ اللہ ان کو ذاکرات، واصلات، قانتات اور عارفات میں سے کر دے۔ اور مقامِ فنا، وبقا سے کیف عطا فرمائے بعد سلام خیر انجام مطالعہ کریں ۔ اشغالِ ظاہریہ میں اتنی مشغول نہ ہوں کہ احوالِ باطنہ کی بلندی سے باز رہیں.... دلِ بیدار حاصل کرو (بالفرض) اگر تعلقات کونین بھی تم پر آگریں تو ذرا سا حجاب تمہارے قلب پر نہ ہونا چاہیئے..... راہِ خدا میں مؤنث و مذکر ہونے کو کوئی دخل نہیں ہے۔ جو عورتیں عشقِ خدا رکھتی ہیں وہ درحقیقت (ہمت کے اندر) مرد ہیں جو مرد عشقِ خدا سے بے تعلق ہیں وہ عورتوں سے بدتر ہیں۔

اپنے برادرِ نسبتی شیخ عبیداللہ بہلتیؒ (والد ماجد شیخ محمد عاشقؒ) کو تحریر فرماتے ہیں۔

برادرِ دینی، محبِ یقینی یعنی صلاح آثار میاں شیخ عبیداللہ جیو، ہمیشہ یادِ خدا سے محظوظ اور حفظِ خدا کے اندر محفوظ رہ کر ذاکر و شاکر رہیں۔ بعد سلام مسنون تحریر آنکہ... دلِ فقیر کو اس کی فکر ہے کہ تم کس طرح ہو اور تمہارے حالات کیا ہیں، اپنے ظاہری و باطنی حقائق ومعارف مفصّل لکھ کر بھیجو۔ اور لکھو کہ اب سیر وسلوک کی کس منزل میں ہو — اس کی فکر کرو کہ تم سوائے خدا کے کسی کے بندے نہ بننے پاؤ اور ایسا کام کرو کہ کل کو شرمندگی نہ ہو۔ حیاتِ دنیا کی کوئی حیثیت نہیں۔ حق تعالیٰ سے غافل رہنا جہلِ مطلق ہے — دنیا فانی ہے، حق کے ساتھ مشغول رہنا سعادتِ دوجہانی ہے ۔ ذرۂ یاد و آگاہی ہزار بادشاہی سے بہتر ہے۔ طلب مولیٰ از ہمہ مولیٰ ۔ طلبِ دوست میں اہلِ معرفت

کا غور و فکر کرنا خلاصی و نجات کا ذریعہ ہے۔ خلافِ نفس کام کرنا فرض عین ہے . . . اہل یاد (ذاکر لوگ) ہمیشہ شاد رہتے ہیں۔ (بظاہر اسباب) اگرچہ معاش میں امیر و سلطان کی رضامندی درکار ہوتی ہے۔ لیکن معاد (آخرت) کے معاملے میں رضائے رحمٰن ضروری ہے رضامندئ حق ہی درکار ہے، تدبیرِ دنیا اور اہلِ دنیا کا کیا اعتبار۔ دنیا چند روز کی ہے آخر کار واسطہ خداوندِ کریم سے ہی پڑے گا۔ دینی خدمات کی طرف مائل رہو اور اپنے نفس پر غالب . . . . اگر در خانہ کس است یک حرف بس است۔

ایک مرید کو تحریر فرماتے ہیں:-

سید السندا! فیضِ حق ناگاہ پہنچتا ہے، مگر کہاں پر پہنچتا ہے؟ دلِ آگاہ پر۔ دلِ آگاہ کی علامت کیا ہے؟ ذکرِ خدا سے دل میں نور و سرور کا داخل ہونا اور دار الغرور (دنیا) سے دور رہنا۔ بیشک، لذتِ یادِ حق تمام لذتوں سے اونچی ہے جس نے یہ ذائقہ چکھا اس نے چکھا۔ اور جس نے بات کو سمجھا اس نے سمجھا۔ اور جس نے نہیں چکھا اس نے نہیں جانا . . . . .

شیخ حسام الدین سہارنپوری رح کو اجازت نامہ[1] تحریر فرماتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:-

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ علیٰ رسولہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔

فقیر عبد الرحیم کی طرف سے مجمع کمالات ظاہری و باطنی، منبع حسنات صوری و معنوی (شیخ حسام الدین) کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ اشتیاقِ ملاقات حدِ بیان سے باہر ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بعض طالبین اور اخوان الصدق والصفا، خدمتِ عالی میں اخذِ طریق کے سلسلے میں رجوع کرتے ہیں لیکن آپ خودداری کی وجہ سے اور اس بنا پر کہ اس زمانے کے طالبین میں بے استعدادی ہے اظہار طریقۂ علیہ اور اجرائے خیر کثیر کی جانب توجہ نہیں فرماتے (ان لوگوں کو بیعت نہیں کرتے) بیشک یہ بات صحیح ہے۔ طالبین

---

[1] مطبع احمدی دہلی والے نسخہ میں یہ اجازت نامہ صفحہ ۲۵ و ۲۶ پر درج ہے۔ مگر وہاں مکتوب الیہ کا نام مذکور نہیں قلمی نسخے سے پتہ چلا کہ یہ شیخ حسام الدین سہارنپوری کے نام ہے۔

کی کوتاہیٔ نظر اور بے استعدادی پر نظر کی جائے تو اسرارِ حق میں سے ایک بات بھی ان سے کہنا مناسب نہیں۔ لیکن اچھی بات یہ ہے کہ اہلِ طلب کے سامنے قواعدِ طریقہ بیان کر دیئے جائیں ان میں جو جس استعداد کا ہوگا بہرہ ور ہو جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو سرسبز و شاداب کرے جس نے مجھ سے جو کچھ سنا وہ دوسروں تک پہنچایا کیونکہ بعض لوگ جن تک دین کی بات پہنچتی ہے ان لوگوں سے زیادہ محفوظ رکھنے والے ہوتے ہیں جنہوں نے براہِ راست دین کی بات سنی ہے'' اور بزرگوں کا طریقہ بھی جو اس وقت تک چل رہا ہے یہی ہے۔ چاہیئے کہ آپ اس حدیث کو پیشِ نظر رکھیں اور جو بھی طالبِ صادق آئے اس پر اظہارِ طریق کریں جس کے نصیب میں جتنا ہوگا پالے گا۔ اور اگر عدمِ اظہارِ طریقہ کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو کہیں سے اجازت نہیں ہے کہ وہ شرط اظہار طریقہ ہے تو اس فقیر کی جانب سے اجازت سمجھیں۔ اس فقیر کو ... ظاہر میں عارفِ ربانی ماہرِ اسرارِ سبحانی حضرت حافظ سید عبداللہ اکبرآبادی قدس سرہ سے، ان کو حضرت شیخ آدم بنوری سے، ان کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے اجازت ہے۔ نیز اس فقیر کو قدوۃ العارفین خواجہ ابوالقاسم سے بھی۔ جو کہ خلیفہ کے لقب سے مشہور تھے۔ اجازت حاصل ہے ان کو اعلم علماء، اعرف عرفا ملا ولی محمد قدس سرہ سے اور ان کو صاحب طریقۂ جذب و سلوک میر ابوالعلیٰ اکبرآبادی قدس سرہٗ سے ان کو خواجہ عبداللہ سے ان کو اپنے ماموں خواجہ محمد یحییٰ سے ان کو مولانا خواجہ عبدالحق سے ان کو اپنے ماموں پیشوائے ابرار خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہٗ سے اجازت ہے۔ طریقۂ قادریہ و چشتیہ کے مشائخ طریقت کے نام جو حضرت مجدد الف ثانی سے اوپر ہیں پھر لکھ کر بھیجے جائیں گے۔

اپنے ایک مرید فیض اللہ کو تحریر فرماتے ہیں۔ بعد الحمد والصلوٰۃ۔ برادرم فیض اللہ ہمیشہ منتظر فیض اللہ رہیں۔ اے برادر، فیض اللہ اچانک اور ناگاہ پہنچتا ہے۔ لیکن دلِ آگاہ پر پہنچتا ہے۔ جانتے ہو دلِ آگاہ کیسا ہوتا ہے؟ وہ دل جو آداب کا پابند ہو۔ ادب تین قسم کا ہے ادبِ خدا، ادبِ رسولِ خدا اور ادبِ خلقِ خدا۔ جس نے ادب کی محافظت و رعایت کرلی وہ مردانِ راہِ خدا کے مقام پر پہنچ گیا۔ امام مالک مدینے کی گلیوں میں کبھی سوار نہ ہوئے

اس خیال سے کہ محبوب رب العالمین، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم یہاں پیدل چلے ہوں گے امام موصوفؒ جب کسی قدیم عمارت کو دیکھتے تھے ادب کے ساتھ اس کو بوسہ دیتے تھے اس خیال سے کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک اس کو لگا ہو گا۔ جب فیض پہنچے گا تو آنکھیں کھل جائیں گی۔ تماشائے فیض ربّانی تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے اور اسرارِ فیض تک پہنچو گے۔ اتنا افاضہ و فیض دیکھو گے کہ افاضہ و فیض کا اثر تمہاری نگاہِ بصیرت سے چھپ جائے گا اور بجز فیّاض کے اور کوئی نظر نہ آئے گا۔

شیخ محمد پہلتیؒ کو ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

..... جس کے دو دن مساوی حالت میں گزرے (اور کوئی ترقی نہ کی) وہ خسارے میں ہے۔ بس چاہیئے کہ کوئی سانس غفلت کے ساتھ نہ آئے اور کمیت و کیفیتِ نسبت کی زیادتی و اضافہ کی پوری پوری کوشش کی جائے۔ اگر عمرِ نوحؑ اس میں صرف ہو جائے تب بھی اس کا حق ادا نہ ہو گا۔ متفرق اشغال اور اوراد سے دست برداری ہونی چاہئے اور پوری عزیمت اور قوت کے ساتھ ہمیشہ نسبت کی جانب متوجہ رہا جائے ... ماضی وحال کا موازنہ کرنا واجباتِ طریق سے ہے۔ اصولِ پنجگانہ جو اس فقیر کو القا ہوئے ہیں ان کی ادائیگی میں "صرف ہمت" کرنا چاہیئے (وہ اصول پنجگانہ یہ ہیں)۔ (۱) دوامِ ذکر (۲) ہر حال میں تقوٰی (۳) عام مخلوقِ خدا کو بغیر تفریقِ ملک و ملت نفع پہنچانا (۴) اپنے نفس کو کسی پر فضیلت و ترجیح نہ دینا۔ (۵) امر اللہ اور خلق اللہ سے تواضع کا معاملہ۔

شیخ محمد پہلتیؒ کو ایک دوسرے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

درگاہِ الٰہی سے قریب کرنے والی کوئی چیز شغلِ آگاہی سے بہتر نہیں ہے۔ آگاہ کون ہے؟ وہ جو خود کو آگاہ نہیں سمجھتا..... امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ علمائے وقت کا علم میرے علم کو نہیں پہنچتا اور صوفیاء کرام کے ایک جملے کو میرا علم نہیں پہنچتا وہ جملہ یہ ہے الوقت سَیْفٌ قَاطِعٌ۔ جس کام میں نفع نہ ہو اس کو پسند نہ کرو... چاہیئے کہ درس بھی اس طرح ہو کہ آگاہی باقی رہے اور اعتدال کے ساتھ ہو اور وہ دوست جو موافقِ شریعت ہوں ان کی طرف التفات کریں۔ مراقبہ، مجاہدہ وغیرہ سے ایک لحظہ خالی نہ رہیں۔

ایک خاتونِ صالحہ کو تحریر فرماتے ہیں :-

بعد سلام واضح ہو کہ اپنے اوقات عزیز کو غفلت و بیکاری میں ضائع نہ کریں اور اپنے انفاس نفیس کو بجز ذکر حق تعالیٰ کے نہ گزاریں ؎

ہر یک نفس کہ میرود از عمر گوہریست کانرا خراج ملک دو عالم بود بہا
مپسند کایں خزانہ دہی رائیگاں بباد وانگہ رُوِی بہ خاک تہی دست و بے نوا

(عمر کا جو سانس بھی گزر رہا ہے وہ اتنا قیمتی ہے کہ ملک دو عالم کا خراج اس کی قیمت ہے اس بات کو پسند نہ کر کہ اس خزانے کو یوں ہی رائیگاں اور برباد کر دے اور خالی ہاتھ مفلس ہو کر قبر میں جائے)۔ مخلوق سے توجہ ہٹا کر خالق کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اپنے اوقات کو "تلاوتِ قرآن" "ذکر دوام" اور آگاہی بتوجہ تمام" میں مشغول رکھو۔ . . جو شغل میں نے تلقین کیا ہے اس کو اپنا نصب العین بنا لو اور ایک سانس بھی غفلت سے نہ نکالو۔ اوپر نظر کرو تو اللہ ہے ۔نیچے نظر کرو تو اللہ ہے ۔ دائیں طرف دیکھو تو اللہ ہے بائیں طرف نگاہ کرو تو اللہ ہے ۔ اگر خود اپنی ذات کے اندر نظر کرو تو اللہ موجود ہے ۔ تمام حرکات و ارادات منجانب اللہ ہیں بس اسی نسبت میں کوشش کرو اور خود کو اپنی نظر سے پوشیدہ کر لو . . . . . قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ اللہ بس باقی ہوس . . . . . وظیفہ درود، اشراق و چاشت اور تہجد۔ نسبت باطنی حاصل کرنے کے پیچھے فوت نہ ہونے پائیں اس لئے کہ ان میں بے شمار کمالات ہیں ؎

دل گفت مرا علم لدنی ہوس است تعلیمم کن اگر ترا دسترس است
گفتم کہ الف گفت دگر، گفتم ہیچ درخانہ اگر کس است یک حرف بس است

(دل نے مجھ سے کہا کہ مجھے علم لدنی کی آرزو ہے اگر تم کو یہ علم آتا ہو تو مجھے تلقین کر دو۔ میں نے الف بتا دیا اس نے کہا اور کچھ؟ میں نے کہا بس اور کچھ نہیں اگر کوئی لائق آدمی ہے تو اس کو ایک ہی حرف کافی ہے)۔